چپاچھٽن نے تيارداری کی

11



امتيازعلى تآج

78

سیلی بات ال اس تصویر میں آب دیکھر ہے ہیں کہ ایک بچ بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ بلنگ کے ایک طرف اس کی مال بیٹھی ہے۔ اس کے ہا تھ میں دوا کی شیش ہے۔ آپ کواندازہ ہو گیا ہو گا کہ ماں اپنے بیار بچ کو دوا بلا رہی ہے۔ بیار بچوں کو وقت پر دوا دینا، دودھ، موسمی کا رس بلانا، کپڑے بدلنا، بستر تھیک کرنا جیسے کام والدہ کے سواا چھطریقے سے کوئی نہیں کر سکتا۔ ان سارے کاموں کو ہم تیار داری کہتے ہیں۔ سبق پڑھ کر اندازہ ہوجا تا ہے کہ تیار داری کا موں کو ہم تیار داری کہتے ہیں۔ سبق پڑھ کر اندازہ ہوجا تا ہے کہ تیار داری اسان کام نہیں ہے۔ پچھ دیر کے لیے چچا چھکن بھی تیار داری کے لیے آ جاتے ہیں۔ اس دوران اُن سے جو عجیب حرکتیں سرز دو ہوتی ہیں اُٹھیں بڑے دلچسپ انداز میں بیش کیا گیا ہے۔ چچا اور چچی کے نیچ ہونے والی نوک جھونک بھی کافی دلچ سے ہے۔

جان پہچان اس سبق کے مصنف امتیازعلی تاتیح ۳ ارا کتوبر ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔وہ اُردو کے معروف ادیب اور ڈراما نگار تھے۔ان کا ڈراما' نارکلی' اُردو میں کافی مشہور ہے۔اپنی کتاب' چچا چھکن' میں انھوں نے چچا چھکن کو مرکز می کردار بنا کر بہت می پُرلطف کہانیاں ککھی ہیں۔ان کا انتقال ۱۹ اراپریل ۱۹۷۰ء کولا ہور میں ہوا۔ اس سبق میں بچے کی بیاری، ماں کی محبت اور چچا چھکن کی عجیب وغریب حرکتوں کو بیان کیا گیا ہے۔

چپا تیم تاؤ کھا جاتے ہیں۔ بخوبی جانتے ہیں کہ تیمارداری ان کے لب کا روگ نہیں لیکن طبیعت کے ہاتھوں ایسے نا چار ہیں کہ ذرا سی بات میں تاؤ کھا جاتے ہیں۔ چنا نچوا یک روز آگا بیچچا سو چی بغیر تیمارداری کے میدان میں جو ہر دکھانے پر آمادہ ہو گئے۔ بات یوں ہوئی کہ بیچلے دنوں للوغریب کو نکلا موتی تھرا۔ شب براً ت سے الطے روز جو ناہ کمال کر بخار چڑ ھا ہے تو اکیس دن گزر گئے، ٹس سے مس نہ ہوا۔ گھر میں کا م کرنے والی لے دے کے ایک پیچی، وہ غریب کیا کیا کر سی؟ ہٹریا چولھا دیکھیں، بیچ سندجالیں یا ہر وقت بیمار کی پیچ سے گئی بیٹھی رہیں؟ میعادی بخار۔ تین ہفتے کی محنت نے ادھ موا کر ڈالا۔ اکیسو یں دن سے آس لگا کے بیٹھی تھیں ہر وقت بیمار کی پیچ سے گلی بیٹھی رہیں؟ میعادی بخار۔ تین ہفتے کی محنت نے ادھ موا کر ڈالا۔ اکیسو یں دن سے آس لگا کے بیٹھی تھیں ہر وقت بیمار کی پیچ سے گالیکن اکیسواں دن بھی کا اور صاف گز ر گیا۔ بیچیا، 'خوب انچھی طرح بھردیں۔' پچی قکر مند تو بیٹھی ہی تھیں کہ چپا نے امامی کے ہاتھ پان کی ڈ بیا اندر بھیج دی۔ بیچیا، 'خوب انچھی طرح بھردیں۔' پچی قکر مند تو بیٹھی ہی تھیں کہ چو نے امامی کے ہاتھا کی پائی اندر بھیج دی۔ ساتھ ہی کہا بیچیا، 'خوب انچھی کار و سے طور ہو کے جمانو اں کر دہی تھیں کہ چپا نے امامی کے ہاتھ کی یہ دیں ہیں۔''

چچی سے نہ رہا گیا۔ بولیں،'' جلدی اُٹھ بیٹھ بیٹے !اتبا فکر کے مارے ڈبلے ہوئے جارہے ہیں۔'' یہ

اب اتنے کھلے وار پر چپ رہنا بھلا چچا کے لیے کیے ممکن تھا۔ بغیر سوچ سمجھ بول، "جائے، آپ باور چی خانے میں تشریف لے جائے۔ میں آپ کرلوں کا تمارداری۔"

چپا کو کمزور حریف سمجھ کر چچی عام طور سے ایسی بات گول کر جایا کرتی ہیں لیکن اس وقت انھیں بھی نہ معلوم کیا ہوا۔ جیسی بیٹھی تھیں ، ویسی ہی اُٹھ کھڑی ہوئیں اور جھانو کا تولیا چپا کے ہاتھ میں پکڑا، سیدھی باور چی خانے کوچل دیں۔ اُن کے یوں اچا نک اُٹھ کھڑے ہونے کی اُمید چچا کو بھی نہتھی۔ حیران سے رہ گئے۔ ایک منٹ تو چپ چاپ تو لیے کو دیکھتے رہے۔للّو سے کہنے لگے، " دیکھتا ہے ان کی باتیں؟ سمجھتی ہیں بس انھیں ہی آتی ہے تیارداری، اور سب تو اپا بچ ہیں۔"

امّال کے چلے جانے سےللّو کچھ کہیدہ خاطر ہو گیا تھا۔ کروٹ لے کر پڑ رہا۔ چچانے پو چھ لیا،" کیوں بھئی، جھانواں کرتے رہیں؟"

للّونے منہ سے پچھ نہ کہا، سر ہلا کر ہاں کردی۔ چنانچہ چچا کے لیےاس کے سواحیارہ نہ رہا کہ جھانواں کریں اور بغیرکسی کی امداد کے کریں۔ بولے،" ہم آپ کریں گے اپنے بیٹے کے جھانواں ۔اورتم کروہم سے باتیں۔"

کچھ دیر بعد تیارداری کا جوش کچھ سردسا پڑ گیا۔ بڑی دیر تک منہ بنا بنا کرا پناہاتھ دباتے اوراُنگلیاں چٹخاتے رہے۔حواس بجا ہوئے توللّو کی طرف توجہ کی،" سو گئےللّو؟ للّو بھیّا،الےللّو!اوللوے، نیند آگئی کیا؟ اچھا سور ہے ہو؟"

باہر چچی نے آواز س لی۔ چھٹن کے ہاتھ کہلا بھیجا،''سونے نہ دینا۔ دوا کا وقت ہے۔ سر ہانے چھوٹی میز پر دوا کی شیشی رکھی ہے۔ ایک خوراک دے دو۔''

چپا دواد بے کواُٹھ کھڑے ہوئے۔ شیشی ہاتھ میں لے کرلیبل پڑھا۔ اِدھراُدھرد یکھا۔ ڈاڑھی ٹھجلائی۔ پیٹ سہلایا۔ بے تاب تھے کہ سی کوامداد کے لیے پکاریں کیکن آج کے دن کسی کی اِمداد لینا غیرت کو گوارا نہ تھا۔ مجبوراً خود ہی دوا دینے پر آمادہ ہوئے۔ شیشی رکھ دوا نکالنے کے لیے پیالی لائے۔ کاگ نکالا۔ پہلے تو شیشی کو دانتوں میں پکڑ کر کاگ کو پیالے میں اُنڈیلنے کی کوشش فرمائی۔ اس کے بعد لاحول کہہ کر کاگ میز پر رکھ دیا اور شیشی سے دوا اُنڈیکنی شروع کی۔ بؤند بؤند بوئند مجرزکا لیے اور آئی کھیں چندھیا چندھیا کرخوراک

کا نشان دیکھ لیتے۔ ذراسی دوا نکالنی باقی تھی کہ شیشی ذرا زیادہ اُنڈل گئی۔ ڈیڑھ خوراک نکل آئی۔

چپانے پہلے تو پیالی ٹیڑھی کی کہزائد خوراک گرا دیں۔ پھر خیال آیا کہیں ضرورت سے زیادہ دوا گر کر خوراک کی مقدار کم نہ ہوجائے۔ چنانچہ اِرادہ کیا کہ زائد دواشیشی ہی میں ڈال کر اطمینان کرلیں۔ پیالی سے دواشیشی میں اُنڈیلی۔



آپ جانیے، پیالی کے چونچ تو ہوتی نہیں کہ دواسید ھی شیشی میں چلی جاتی۔ شیشی کے باہر بہہ کرینچ گر پڑی۔ چچانے ذرا در پاتھ روک کر سوچا، اب کیا کریں؟ اس کے سواچارہ نظر نہ آیا کہ پیالی میں جو دواباقی رہ گئی تھی، وہ بھی شیشی ہی میں اُنڈیل دیں اوراز سرِنو ایک پوری خوراک نکالیں۔ چنانچہ یک لخت انڈیلی دواشیشی میں تو ذراسی گئی، باقی سب ہاتھ پر سے بہتی ہوئی فرش پر گر پڑی۔ چھٹن کے ہاتھ چچی نے انار کے دانے نکال کر بھیج تھے۔ وہ غریب کھڑا دوا نکا لیے تماما دیکھی ہوں گئی ہی ہیں ہوئی فرش سر پھیر کرلال پیلی آئکھوں سے اُسے گھؤرا۔" برتمیز کہیں کا۔ ہنستا کا ہے پر! پہیٹ پیٹ کراُتو کر دوں گا۔

ہاتھ پونچھ پانچھ چپانے شیشی کوجود یکھا تو دوا آ دھے نشان تک تھی۔ اُدھی اُس ادلا بدلی میں ضائع ہوچکی تھی۔ اب کیا کریں۔ غور وخوض کے بعد طے کیا کہ بقیہ آ دھی خوراک بھی ضائع کردی جائے اور اس سے اگلی پوری خوراک نکالی جائے۔ چونکہ باقی خوراک مریض کو نہ دینی تھی بلکہ ضائع کرنی تھی اس لیے اسے احتیاط سے نکالنے کی ضرؤرت چپا کو نہ سؤجھی۔ دروازے میں جاشیش ذرابِ فکری سے اُلٹادی۔

اب جوشیشی آنگھوں کے سامنے لاکر دیکھتے ہیں تو دوا پھر آ دھے، ی نشان تک مگرا گلی خوراک سے اگلی خوراک کے۔ چیا جھنجھلا اُٹھے مگر کر کیا سکتے تھے۔ چھٹن کا قصور تو تھانہیں کہ غل مچا مچا کر دل کی بھڑاس نکال لیتے۔اگلی آ دھی خوراک ضائع کرنے میں مصرؤف ہو گئے۔قصّہ مختصر، کوئی آ دھ گھنٹا اور پانچ خوراکیں ضائع کرنے کے بعد چپا خاطر خواہ طور پر دوا نکا لنے میں کا میاب ہوئے۔

للوکی آنگھلگ گئی تھی، اُسے جگایا۔ وہ ٹھنکتا ہوا جاگا۔ بچے کے ٹھنگنے اور رونے سے چچپا کی تیمار داری پر حرف آتا تھا۔ دبی زبان میں اُسے چپکارا اور اس سے طرح طرح کے وعدے کیے۔" ایک تو جناب! ہم نے تمھارے لیے ڈور کی پوری ریل منگوائی ہے۔ دوسر گے شن سے کہا ہے کہ ایک درجن رنگ برنگ کی کنکتاں بنا کرلائے بس اِدھرتم اچھے ہوئے اور اُدھر پنچ لڑانے کا سامان ہوا۔" چیا چاریائی پر چڑھے۔ سہارا دے کرللوکو اُٹھایا۔ دوا دینے لگے تو خیال آیا کہ کلی کے لیے پانی تو لائے ہی نہیں۔ اسے چول

بھا کے بھا کے پانی لینے چلے گئے۔ پانی کی پیالی میز پررکھ کر پھر چار پائی پر چڑ سے،للوکو اُٹھایا۔ سمجھا بجھا کر بہ ہزار دِفت دواپنے پر آمادہ کیا۔اب جناب نے کیا تماشا کیا کہ پانی کی پیالی تو اُس کے منہ سے لگا دی اور کلی کے لیے دوا کی پیالی ہاتھ میں تھام بیٹھ رہے۔ جب اس نے خود ہی ٹھنک کر بتایا کہ بیتو پانی ہے تو آپ کواپنی غلطی معلوم ہوئی۔ندامت تو کیا ہوتی ''اوہو'' کہہ کر پیالیاں بدل لیں اور دوا کی پیالی للوکودی۔

خالی پیالی اُس کے ہاتھ سے لے کرکلی کے لیے پانی دیا تو اب اُ گالدان کا خیال آیا۔ گھبرا کراُ گالدان لینے کو لیکے۔ بچ کا سر دھڑ سے تکیے پر آ گرا۔ اِدھر دوا سے اس کا منہ کڑوا، اُدھر لگا سر کو دھچکا۔ زور زور سے رونے لگا۔ آپ کبھی اس کے آ گے گلاس کرتے ہیں کبھی اُ گالدان، کبھی انار کے دانے۔ گمر بیمار کی ضد، وہ کسی چیز کی طرف آ نکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا۔ " اہماں " کہہ کر روئے جارہا ہے۔ چچا گھبرا گھبرا کر کبھی للوکود یکھتے ہیں، کبھی دروازے کو، کہ کہیں چچی نہ آ رہی ہوں۔ بچ کو کبھی پڑی تو ماں سے آ خوشامدیں کرتے ہیں مگر اس پر مُطلق اثر نہیں ہوتا۔ مجبوراً بلند آ واز میں کہنا شروع کیا، " اب ہم نے تو دوا میں کڑوا ہٹ ملانہیں دی۔ ایسی ہی ہوتی ہیں ان ڈاکٹروں کی دوائیں۔ ہمارا کوئی قصور ہوتو ہم ذیتے دار۔ یوں امتاں ہی کو بلانے کو جی چاہوتو تم جانو۔ " چچی باور چی خانے سے فارغ ہو کر چچا کے بانوں کی ڈبیا بھرر ہی تھیں۔ وہیں سے بولیں، " آئی بچے آئی۔ " است میں چچی

کھڑے سراسیمہ نظروں سے اُسے دیکھر ہے تھے۔منہ تک بات آتی تھی مگرنگل نہ کمتی تھی۔ دِلاسا دینے کو ہاتھ اُٹھا نا چاہتے تھے مگر نہ اُٹھتا تھا۔ چچی آئیں توان کے حواس بجا ہوئے۔ بولے،" آپ ہی آپ رونے لگا۔ بس دوا دی تھی۔" چچی نے پان میز پر رکھ دیے اور" میرا جاند، میرا لال!" کہتی ہوئی لیک کر سر ہانے بیٹھ کئیں۔ بیچے کا سراپنی گود میں رکھ لیا اور

پن سے پن کیر پر رطان ہوا تو چپا پان کی طرف متوجّہ ہوئے۔ پان کھاتے ہوئے اپنے آپ سے کہنے لگے،" رٹ ہی ماں کی سہلانے لگیں۔ بچے کوذراسکون ہوا تو چپا پان کی طرف متوجّہ ہوئے۔ پان کھاتے ہوئے اپنے آپ سے کہنے لگے،" رٹ ہی ماں کی لگ جائے تو تیاردارغریب کیا کرے۔"

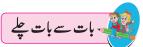
چچی نےللّو کے ماتھے پر ہاتھ بچیرا تو ٹھنڈا تھا۔ ہاتھ دیکھےتو وہ بھی ٹھنڈے۔ بولیں،"اے ہے! اسےتو ضعف کا دورہ پڑ گیا، پِنڈاٹھنڈا پڑا جار ہا ہے۔رنگت بھی تو پیلی پڑگئی ہے۔ارے کوئی دودھ لاؤ، دودھ! پیچھے چو لھے پر رکھا ہے۔ بالائی ہٹا کرلا نا۔" بیمارداری سے ابھی چچا کا باضابطہ چھٹکارا تو ہوا نہ تھا۔ پیالی اُٹھا،خود دودھ لینے روانہ ہو گئے۔ باور چی خانے میں ماما آٹا گؤندھ رہی تھی۔ دودھ نکالنے کو اُٹھنے لگی۔ چیا کے منہ میں تھی پیک،"اوں ہوں، اوں ہوں" کرکے اسے روک دیا۔ دودھ جوش پر

آ کر ٹھنڈا ہور ہا تھا۔ اُس پر آ گئی تھی بالائی۔ چچی نے کہا تھا کہ بالائی اُتار کر لانا۔ بالائی ہٹانے کوایک پھونک جو مارتے ہیں تو پان کی ساری پیک دیچچی میں۔ دودھ کی اچھی خاصی جائے بن گئی۔

اب بچپا کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ کبھی دیکچی کو دیکھیں، کبھی کھوئے کھوئے ادھر اُدھر دیکھیں۔ کچھ مجھ میں نہ آتا قصور کس کا ہے! ایک مرتبہ دیکچی نیچ رکھ دی، بھر اُٹھائی۔ دودھ کوغور سے دیکھا۔ پھر نیچ رکھ دی۔ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بیار کے کمرے کی طرف چلے۔ پھر بادر چی خانے میں دیکچی کے قریب آکھڑے ہوئے اور ٹھوڑ کی کھجانے لگے۔ آخر سب کچھ چھوڑ چھاڑ باہرا پنے کمرے میں چلے گئے داور دود ہر کی دیکچی اُٹھا، پھر اندر گھس گئے۔



اوراندر سے چٹنی لگالی۔ایک منٹ بعد باہر نطےاور دودھ کی دیکچی اُٹھا، پھراندرگُٹس گئے۔ اس واقعے سے گھر میں جو تکدّر پیدا ہوا تھا، وہللو کی صحت یابی سے پہلے رفع نہ ہوسکا۔



چچاچکن کے بارے میں گروہ میں بات چیت کیجیے۔ ہرطالب علم بتائے کہا سے چچاچھکن کی کون سی بات بہت عجیب لگی۔ سرگرمی/منصوبہ : اپنے استاد/ سریرست سے معلوم کرکے پانچ مزاح نگاروں کے نام کھیے۔ آئيے،زبان سيکھيں اعراب : تشريد، تنوين ، جزم ان لفظوں کو بلند آ واز سے پڑھیے: ایّا ، رسّی ، لقّو، حَکّی ۔ انھیں بولتے ہا پڑھتے ہوئے لفظ ٰ اہا' میں دومر تبہ ' کی آ واز، رسّی میں دوم تیہ'س' کی آ واز،لٹو میں دومرتبہ 'ٹ' کی آ واز، چکی میں دومرتبہ ' ک' کی آ واز ادا کی جاتی ہے لیکن لکھتے وقت ان آ واز دل کو دوبار نہیں لکھا جاتا بلکہ ان پر ' * ' بدعلامت لگا دیتے ہیں۔ اس علامت کو' تشدیڈ کہتے ہیں۔ ایسے دس الفاظ کھیے جن پرتشد یدلگائی جاتی ہے۔ اب ان الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے : فوراً، قصداً، نسلاً بعد نسل، نوڑ علیٰ نور۔ یا در کھے ان لفظوں پر دوز بر، دوز براور دو پیش لگانے کی وجہ سے نثان لگائے ہوئے حروف کے بعد'ن' کی آوازادا کی جاتی ہے یعنی نورَن'، قصدرَن'، نسلَن بعدنسلِن'، نورُن علی نور'۔ دوزبر، دوزبراور دو پیش کی نشانیوں کو^{رے، د}ینوین کہتے ہیں۔اُردومیں زیادہ تر دوزبر کی تنوین استعال کی جاتی ہے۔ ایسے ہی نثین الفاظ تلاش کر کے کھیے۔ جَزُم : آپ پڑھ چکے ہیں کہ لفظوں میں حروف ِعلت (۱- و- ی) کے علاوہ اعراب (زبر، زیر، پیش) کی علامتیں بھی استعال کی جاتی ہیں۔جیسےالفاظ رَسْ، 'دِنِ ، 'بْت ' میں پہلی آ دازیں۔انصیں لفظوں کی دوسری آ دازوں یعنی حروف پر کوئی حرکت (زبر ، زیر ، پیش) نہیں یائی جاتی اس لیے بہآ وازیں ساکن ہیں۔ساکن حرف پر' ^و ، بَرُم علامت لگاتے ہیں۔رَسُ، دِنْ، بُتْ، رَحتُ،لڑ کُپن مجُمُودلفظوں میں' ^{و ،} نشان لگائے گئے حروف ساکن ہیں۔اُردو میں لفظ کا آخری حرف ساکن ہوتا ہے لیکن اس پر جزم کی علامت نہیں لگائی جاتی۔ دے گئے لفظوں پر جزم لگائے: الفاظ،گرد، دشوار، قسمت

مزیداد بی مطالع اور معلومات کے لیے ان ویب سائٹس کا استعال کیجیے۔

83

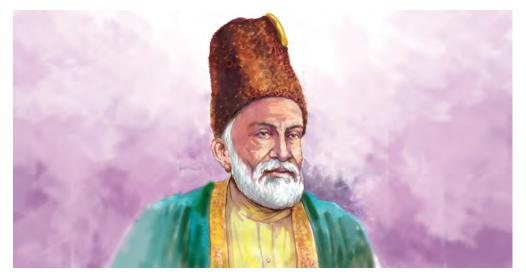
- http://www.ranker.com
- http://www.deoband.net
- * http://aiourdubooks.net
- http://www.hunder.com/urdu

مرزاغالت کے خطؤط

17

می پلی بات می پلی بات وسیلہ ہے۔ خط دؤر دراز مقام پر رہنے والے دوستوں، رشتے داروں کے حالات معلؤ م کرنے اور اپنے حالات سے انھیں باخبر کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔ خط لکھنے کا طریقہ قتریم زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ اُس وقت خط کبؤتروں کے ذریعے بیسے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ خط پہنچپانے کا ایک نظام قائم ہوا اور گھوڑوں، اونٹوں پر خطؤط بیسے جانے لگے۔ پھر موٹروں، ریلوں اور ہوائی جہازوں کے ذریعے ڈاک پہنچانے کا انتظام ہوا۔ حالات سے بہت جلد واقف کرانے کے لیے تارکے ذریعے پیغام بیسے کے مشین ایجاد ہوئی تو چاردن کی خبر ایک دودن میں ملنے گئی۔ خط لکھنے کے ساتھ دؤر دراز کے رشتے داروں سے باتیں کرنے اور حالات دریافت کرنے کے لیے ٹیلی فون ایجاد ہوا اور آ ج موابال کے ذریعے ہم اپنے دوستوں اور رشتے داروں سے براہِ راست گفتگو کرتے ہیں۔ اس لیے اب خطونو کی کا روان جم ہوگھا ہے۔

جان پیچان جان پیچان بادشاہ بہادرشاہ ظفّر کے درباری شاعر اور استاد تھے۔ غالب کی شاعری کو عام طور پر بہت مشکل سمجھا جاتا ہے لیکن اُردو میں جو خطوط اُنھوں نے اپنے دوستوں اور شاگر دوں کو لکھے ہیں، ان سے پتا چاتا ہے کہ وہ نثر کا عمدہ نمونہ ہیں۔ 'عود ہندی' اور 'اُردو نے معلیٰ 'کے نام سے اُن کے اُردو خطوط شائع ہو چکے ہیں۔ ۵ ارفر وری ۲۹ ۱۹ کو دہلی میں ان کا انتقال ہوا۔ اُردو میں مرزا غالب نے جو خطوط لکھے ہیں، وہ اپنی آپ کا انتقال ہوا۔ ما ضے بیٹھ کر باتیں کرر ہے ہوں۔ ما ضے بیٹھ کر باتیں کرر ہے ہوں۔ ذیل میں ان نے تین خطوط نے نمونے پیش کیے جارہے ہیں جو مرزا غالب نے اپنے شاگر دی کا ملکھا ہے۔



(I)

منشی نبی بخش حفیر کے نام

بھائی صاحب! مینہ کا بیعالم ہے کہ جدھر دیکھیے ، اُدھر دریا ہے۔ آفتاب کا نظر آنا، برق کا چِمکنا ہے یعنی گاہے دِکھائی دے جاتا ہے۔ شہر میں

استر

ينج شنبه، ۲۷ رجولا کی ۱۸۵۵ء

(٢)

<mark>ہرگو پال تفتۃ کے نام</mark> کیوں صاحب! رو تھے ہی رہوگ، یا کبھی منو گے بھی؟ اور اگر کسی طرح نہیں منتے ہوتو رؤ ٹھنے کی وجہ تو لکھو۔ میں اس تنہائ میں صرف خطوں کے سہارے جیتا ہوں یعنی جس کا خط آیا، میں نے جانا کہ وہ څخص نشریف لایا۔ خدا کا احسان ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں جاتا جو اطراف وجوانب سے دو چار خط نہ آ رہتے ہوں۔ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوبارڈ اک کا ہرکارہ خط لاتا ہے۔ ایک دوض کو اور ایک دوشام کو، میری دل گلی ہوجاتی ہے۔ دن اُن کے پڑ ھنے اور جواب کھنے میں گز رجاتا ہے۔ یہ کیا سب؟ دس دارہ بارہ دن سے تم مارا خط نہیں آیا یعنی تم نہیں آئے۔ خط کھو صاحب! نہ کھنے کی وجہ کھو۔ آ دھو آ نے میں جُنل نہ کر و۔ ایسا ہی ہوتا ہے کہ کھو۔ سمجور

غالت

سوموار ، ۲۷ ردسمبر ۸۵۸ اء

(۳) میرمہدی مجروح کے نام

بھائی! کیا پوچھتے ہو، کیالکھوں؟ دلّی کی ^مستی منحصر کٹی ہنگاموں پرتھی۔قلعہ، چاندنی چوک، ہر روز بازار جامع مسجد کا، ہر <u>ہفتے</u> سیر جمنا کے پل کی، ہر سال میلہ چھؤل والوں کا، یہ پانچوں باتیں ابن ہیں رہیں۔کہو، دلّی کہاں؟ ہاں کوئی شہرقلم روِہند میں اس نام کا تھا۔ تم آتے ہو، چلے آؤ۔ جاں نثار خان کے چھتے کی سڑک، خان جند کے کوچے کی سڑک دیکھ جاؤ۔ بلاقی ہیگم کے کوچے کا ڈھینا، جامع مسجد کے گرد ستر ستر گز گول میدانی کا نگلناس جاؤ، غالب افسر دہ کو دیکھ کر چلے جاؤ۔ میر انٹرف علی کو دعا۔ میر نصیرالڈین کو دعا۔ میر فضل علی کو دعا۔

<**Y**

متضادالفاظ کی جوڑیاں لگائے۔



فياضى ا۔ روٹھنا دل لگی ۲_ مراسله س بخل منانا **ہ**۔ سنجیدگی مكالمه

حفزت ولى نعمت أبر رهمت كل بعدت ليم موض مى كس زابن كب اوركس قلم المجوكم يرمينه منوكس ترددوتشويش سى بسرتبواحى برردزشام تك جانب تكران رمتاكالكك بركاره أرادر حفرت كانواز شنامه لاربار فداكى مهزاني موق ازمرنومر زد مان بو کام را د مردات کنی دار اس مرار ای وه مطوفت نامد ما دياجكوب أروع تازه تك ولي مين دووكمتى نيندكس سوناكسكا روشى كم سامنى سبتها ادراشعا ريتمنت كونى لكاسات شعر مع مآدة حصول صحت ب لكيدانى بي المحاول الم وقد ومترو من كركم ارسال را بو من المحلم المرس المرابع من المحلم المرس المرابع من المحلم ا م مد ربو بزایری بر از رب برار برار محرود می برار

حضرت ولیِ نعمت آیئر رحمت ! سلامت۔ بعد تسلیم معروض ہے۔ کس زبان سے کہوں اور کس قلم سے کھوں کہ بیہ ہفتہ عشرہ کس تر ڈدوتشویش سے بسر ہوا ہے۔ ہر روز شام تک جانب درنگراں رہتا کہ ڈاک کا ہرکارہ آئے اور حضرت کا نوازش نامہ لائے۔ بارے، خدا کی مہر بانی ہوئی۔ از سرِنو میری زندگانی ہوئی کہ کل چارگھڑی رات گئے ڈاک کے ہرکارے نے وہ عطوفت نامہ عالی دیا جس کو پڑھ کرروحِ تازہ رگ و پے میں دوڑگئی۔ نیندکس کی، سوناکس کا، روشن کے سامنے بیٹھا اور اشعار تہنیت کھنے لگا سے کم مادۂ حصولِ صحت جب ککھ لیے، تب سویا۔ اس وقت وہ مسودہ صاف کرکے ارسال کرتا ہوں۔ تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن چیاس ہزار

٨L

خيروعافيت كاطالب غالت

٢٢ رنومبر ٢٢ ٨١ء



حفيظ جالندهري ہندوستاں ہمارا 🔵 11 ہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں، وہی ہماراوطن ہے۔وطن سے محبت ہمارااخلاقی فرض ہے۔جس چیز سے آ دمی کومحبت ہوجاتی ہے، یہلی بات وہ اس کی تعریف کرتا ہے۔ ہم بھارت کی تعریف اسی وجہ سے کرتے ہیں کہ ہمیں اپنا ملک پیارا ہے۔ آب روزانہ اسکول میں دعا کے بعد راشٹر گیت پڑ سے ہیں۔ اس میں بھی ہمارے ملک کی تعریف کی گئی ہے۔ اس گیت کو بنگالی زبان میں رابندر ناتھ ٹیگور نے لکھا تھا۔ اُردو کے مشہور شاعرا قبال نے بھی قومی تر انہ لکھا ہے، جو آج تک لوگوں کی زبانوں پر ہے اور نہایت ترنم کے ساتھ اسے گایاجا تاہے۔ جان پيچان حفیظ جالندھری ۱۹؍جنوری ۱۹۰۰ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔ان کے والد مولوی شمس الدین حافظ قر آن تھے۔حفیظ نے بھی اینے والد کی طرح پہلے قرآ ن کو حفظ کیا، بعد میں انھوں نے انگریزی تعلیم حاصل کی۔انھیں بچپن ہی سے شعر وشاعری کا شوق تھا۔ انھوں نے غزلیں،نظمیں اور گیت بھی لکھےلین'شاہنامۂ اسلام'نے ان کی شہرت میں اضافہ کیا۔ بدا یک طویل نظم ہےاوراس میں اسلامی تاریخ کو منظوم کیا گیا ہے۔حفیظ جالندھری کا انقال ۲۱ ردّمبر ۱۹۸۲ء کولا ہور میں ہوا۔ان کی مشہور کتابیں' نغمہ زار'،'سوز وساز'،'تلخابۂ شیری' وغیرہ ہیں۔ اس آسال کے پنچ ایس زمیں نہیں ہے ہر ملک میں ہے خوبی کیکن کہیں کہیں ہے ہندوستاں کے اندر جو چیز ہے ، حسیں ہے کہتی ہے ساری دنیا جن<mark>ت نثان اس کو</mark> حسرت سے دیکھتا ہے سارا جہان اس کو سارے جہاں کا پیارا **ہندوستاں** האנו اس سرز میں کے ذریبے خورشید سے میں بڑھ کر ریبی پتھر ہیں اس کے ہیرے سیمٹی ہے اس کی پُر زر اور مونتیوں کھرے ہیں اس کے مشجعی سمندر ہر چیز خوشنما ہے ہر چیز خوبصورت ہندوستان کیا ہے اللہ کی ہے قدرت قدرت نے ہے سنوارا **ہند**وستاں 211

(19)

خلاصۂ کلام ہمارا ہندوستان سارے جہاں سے اچھا ہے۔ اس کی ہر چیز خوبصورت ہے اس لیے ساری دنیا اسے زمین کی جنت کہتی ہے۔ یہاں جو پھل پیدا ہوتے ہیں وہ بہت میٹھےاوررس بھرے ہوتے ہیں۔ اس کی زمین نہایت زرخیز ہے۔ یہاں کے سمندروں سے موتی نطلتے ہیں۔ بیرتمام قدرت کے کر شیم ہیں۔ یہاں کے باغوں میں چپچہانے والے پرندے گویا اللہ کا شکرادا کررہے ہیں۔

سونے سے بھرا ہوا
خوب صورت دِکھائی دینے والا

90

پُرزر	جنت کے جیسیا	-	جتت نشان
خوشنما	جنّت کے جبیہا (سمی چیز کے نہ ملنے کا)افسوس کرنا	-	حسرت سے دیکھنا

9+

وسعت میرے بیان کی

ک ذیل کے بند کے مفہوم کواپنے الفاظ میں لکھیے۔ اس سرزمیں کے ذرّے خورشید سے ہیں بڑھ کر پتھر ہیں اس کے ہیرے مٹی ہے اس کی پُر زر اور موتیوں کھرے ہیں اس کے سبھی سمندر نۇركر كى بتائىچ ساری د نیا ہندوستان کو جنّت نشان کیوں کہتی ہے؟ 🖉 درج ذیل فقروں میں سے صفت اور موصوف پہچان کر انھیں جدول بنا کرعلیجدہ علیحدہ کھیے۔ جنت نشان ہندوستان ، پُر زرمٹی ، موتی بھرے سمندر ، رس بھرے پھل نظم خواني اس نظم کو جماعت میں ترنم سے پڑھیے۔ تلاش وشبتجو اسی قشم کا کوئی اورقو می/ وطنی تر انہ تلاش کر کے اپنی بیاض میں لکھیے ۔ اضافي معلومات ^میر مور چکر بھارت کا سب سے بڑا فوجی اعزاز ہے۔ بری، بحری اور خلائی فوج کے سیام یوں کو انتہائی غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کرنے پریاا بنی جان کی قربانی پیش کرنے پریداعزاز تفویض کیا جاتا ہے۔اس اعزاز سےاب تک صرف اکیس افراد کونوازا گیا ہے۔ان میں سے چودہ کو بیاعزاز بعداز مرگ دیا گیا۔ سرگرمی/منصوبہ: یرم ور چکریانے والوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل سیجیے۔ اس کے لیے انٹر نیٹ پر مختلف سائٹس دستیاب میں، جن میں سے ایک بیچی ہے: www.paramvirchakra.com

واجده نبتم

بنددروازے

44

کپلی بات سبق شروع کرنے سے پہلے آئے ہم علامہ اقبال کی نظم پڑھیں: ات تا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ وہ باغ کی ہماریں ، وہ سب کا چچہانا ازادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی اپنی خوشی سے آنا ، اپنی خوشی سے جانا کیا برنصیب ہوں میں ، گھر کو ترس رہا ہوں ساتھی تو ہیں وطن میں ، میں قید میں پڑا ہوں اگ ہمار ، کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں سی اس اندھر ے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں ازاد مجھ کو کردے ، او قید کرنے والے بعض لوگ گھر کی رونق بڑھانے کے لیے پرندوں کو پنجروں میں قید کر رو والے ہوں ایک سی ایک ایک ہوں ساتھر ہوں میں تید کردے ، او تید کرنے والے میں بے زباں ہوں قیدی تو چھوڑ کر دعا لے ہوں ایک پول کی رونق بڑھانے کے لیے پرندوں کو پنجروں میں قید کر ہوں ہوں نے پڑیں ہوئن رہ سکتا ہوں میں سے زباں ہوں پڑی ہوں ایک ہوں کہ ہوں کر ہوں میں تید کردے یہ ہوں میں تیں میں اور ہوں ہوں کے مار کر ایک ہوں ہوں 'بندوردان نے ایک ای کی کہانی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ پرندوں کو پنجروں میں قید کر کے رکھا ان پڑھل ہے، موں کہوں ایک پہلی مشہوراد یہ واجدہ قرم میں بتایا گیا ہے کہ پرندوں کو پنجروں میں قید کر کے رکھا ان پڑھل ہوں کر کر کے ماحل میں ان کی تعلیم و

تربیت ہوئی۔ ناگپور یو نیورٹی سے انھوں نے اُردو میں ایم اے کیا تھا۔ اپنے شوہر کے ساتھ وہ ممبئی میں رہیں اور وہیں ےردسمبر ۱۰۱۰ء کوان کا انتقال ہوا۔ ان کے افسانوں کے تقریباً پندرہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں 'آیا بسنت سکھی'، شہر منوع' اور' پھول کھلتے ہیں' مشہور ہیں۔ بچوں کے لیے انھوں نے' بند دروازۓ نامی کتاب بھی ککھی ہے۔

ممّی کچن میں مصروف تھیں۔ باہر بچوں نے قیامت مچارکھی تھی۔ایک دو بارانھوں نے کھڑ کی میں سے جھانک کر دیکھالیکن کچھ پلّے نہ پڑا۔ بس ایسا لگتا تھا کہ پچھواڑے کوئی میلہ لگا ہے۔تھوڑ ی ہی دیر میں دھبڑ دھبڑ کرتے سارے بچّے کچن میں گھسے چلے آئے۔آگے جاوید میاں بتھے۔اُن کے ہاتھ میں ایک پنجرہ تھا۔



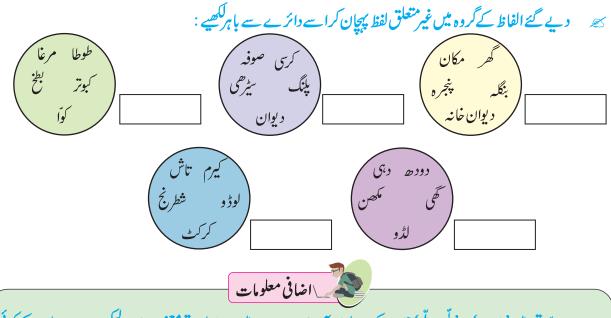
92

، سمی بیلیز چھروپ ، سمی ایپلیز چھروپ میں جاوید میاں بڑے زور زور سے کہہرہے تھے۔ ممی کچھنتہ بچھ کر، ذرا جھلا کر بولیں، "پہلے سانس تو ٹھیک کرلو۔ آخر ماجرا کیا ہے؟'' جاوید میاں ذرا سنتجل کر بولے،"ممیممی وہ ہم نے نا، وہ ہم نے وہ متَّصوبیجنے والا آیا نا، تو اس سے چھے روپے میں ایک متصوخریدا ہے۔ ممّی اتن پیاری باتیں کرتا ہے کہ بس وہ متَّصو والے نے پوچھا نامتی کہ میاں متَّقوتمھا را نام کیاہے؟ تو متی انسانوں کی طرح بولنے لگا،"میرا نام میاں متَّقوبے۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ مجھےروٹی دو۔''اور مارے جوش کے جاوید میاں اُچھلنے لگے۔ ممّی نے بڑی اُداس نگاہوں سے پنجر ے کودیکھا۔اس میں ایک بے بس اور ننہا جان، ہجوم کے شور سے سمہی کونے سے گلی سیٹھی تھی۔ وہ بولیں،" نابیٹانا....ویسے چھےروپے کوئی بڑی بات نہیں کیکن خدا کے لیےایک آ زاد جان کوقیدی نہ بناؤ۔" "ارے میں آپ بھی کمال کرتی ہیں! اس میں آزادی اور قید کی کیابات ہے؟ مزے سے کھائے پے گا۔عیش کرے گا۔ جسے کھانے پینے کو ملے،اسے آزادی اور قید سے کیا سروکار؟" " نتقے! تم ابھی اتنے جھوٹے ہو کہ اتن گہرائی تک پنچ بھی نہیں سکتے کہ آ زادی کیا ہےاور قید کیا..." متی تھیں کہ یکھلنے کا نام نہ لیتی تھیں۔مجبور ہوکر جاوید میاں نے رونا شروع کردیا جیسا کہ وہ ایسے موقعوں پر کیا کرتے تھے۔ نا چارمتی نے جا کرالماری کھولی اور چھےرویے بیٹے کے حوالے کردیے۔ جاوید میاں کے پیچھےان کی ساری فوج شور مچاتی پیچھلے لان یر چل گئی۔ جب اسکول جانے کا وقت ہو گیا تو جاوید میاں پنجرہ اُنگل سے لٹکائے ممی کے پاس آئے اور بولے، "متی پلیز جب تک میں اسکول سے نہ آجاؤں، اس کی حفاظت آپ کریں گی۔'' جاوید میاں اسکول سے لوٹے توبستہ بچینک سید ھے پنجرے کی طرف بھاگے۔ جب وہ قریب آ گئے تو انھوں نے بڑی اُ داسی ہے دیکھا کہ پانی کٹوری میں جوں کا توں موجود ہے اورتر کاریاں ،سنریاں ساری ویسی کی ویسی رکھی ہیں۔ان کا دل بچھ گیا۔ اُداس لہج میں اُنھوں نے ممّی سے یو چھا،"ممّی اس نے تو کچھ بھی نہیں کھایا۔ یانی بھی نہیں پیا۔ایسے تو بیہ مرجائے گا۔" " بیٹا! وہ اپنوں سے بچھڑ کرآیا ہے نا۔ ابھی اس کا دل کھانے پینے کو نہ جا ہتا ہوگا۔" جاوید میاں کے نتھے سے دماغ میں بیہ بات نہ آئی کہ جب کسی کوکھانے پینے کے سارے سامان مہیا ہوں تو پھریہ یاد واد اور بچھڑنے والوں کا خیال کیا چیز ہوتی ہے۔ اُنھوں نے ذرا نا گواری سے پنجرہ ہلا کر کہا،"میاں متَّھو، آخر شمصیں اور کیا چاہیے؟" متَّھو ایک کونے سے دوسر ے کونے میں چلا گیا۔ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ جاوید میاں کے ناشتہ کرنے تک ان کے سارے دوست بھی کھایی کرآ موجود ہوئے اورسب نے پھر سے پنجرے کو گھیرلیا۔ "بولو تو میاں مٹھوتھا را نام کیا ہے؟" فوزی نے مسکرا کر یو چھالیکن مٹھونے کوئی جواب نہ دیا۔ پیونے پنجرے کوایک جھکولا دیا۔"ارے بھائی ،اپنا نام تو بتاؤ۔".....محصّو پھر بھی خاموش ہی تھا۔ " به تو کچھ بولتا ہی نہیں،" پنگی منہ بسور کر بولی۔" بھائی جان، بیہ بولنا بھول تو نہیں گیا۔" جاوید میاں ذرا اُلجھ کر بولے، ''ایسے کیسے نہیں بولےگا!اس کے احتجوں کوبھی بولنا پڑے گا؟'' اوراُ نھوں نے چلّا کر کہا،'' میاں متصوبتمها را نام کیا ہے؟'' متصوسہم گیا اور بھٹ پھٹا کرادھر سے ادھر جا بیٹھا۔ بولا پھربھی نہیں۔ بھؤک کی برداشت نہانسان کو ہے نہ جانور کو۔ دوسری صبح جب جاوید میاں بھاگے بھا گے مٹھو کے پاس پہنچانو بیدد کی کراُن کی خوش کی حد نہ رہی کہ کٹوری میں یانی بھی کم تھااور سبزی تر کاری بھی کتری ہوئی یہاں وہاں بکھری پڑی تھی۔اور متّحومیاں صبح کی ٹھنڈی





ایک جعل میں جواب کھیے:
الہ کچن میں کون گُفس آئے؟
۲ جاوید میاں مٹھو کیوں خرید نا چا ہتے تھے؟
۳ محی خصر و پر دینا کیوں جو کیوں دیکھا؟
۳ محی جھے روپے دینے پر کیوں مجبور ہوگئیں؟
۵ جاوید میاں نے رونا کیوں شروع کیا؟
۲ جاوید میاں کا دل کیوں جھ گیا؟
۲ جاوید میاں کا دل کیوں جھ گیا؟
۲ جاوید میں کا دل کیوں جھ گیا؟
۳ محق جاوید میں ایک کیوں دیکھا؟
۳ محق جاوید میں کا دل کیوں جھ کی کی جھے ہو ہے کہ جھے ہو کی ہے۔
۳ میں کی نے محق میں کی جاوید میں کیا دیکھا؟
۳ محق جاوید میں کی ہے۔
۳ محق جو کی کی ہے۔



سے اس سبق میں نیاد واڈاور بلّی وِلّی بیسے مرکب الفاظ آئے ہیں۔ان میں پہلا لفظ تو معنی دیتا ہے لیکن دوسرے لفظ کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ایسے بے معنی الفاظ کو مہمل کہتے ہیں۔

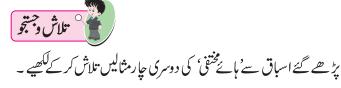
م تلاش وجستجو 🖌

سرگرمی/منصوبیہ :

جال لے کراڑ جانے والے کبوتر وں کی کہانی اپنے استاد/سر پرست کی مدد سے معلوم کرکے اپنی بیاض میں لکھیے ۔

يِّي، زبان سيكھيں م كب الفاظ ذیل کے الفاظ کوتوجہ سے بڑھے: حاجت روا ، مردم شاری ، حق پرستی، خبر گیری، باضابط، وضع قطع، غم خوار، بے طلب، سبزہ زار، سحرانگیز، دندانے دار، کس بل، من گھڑت،خوش آ واز، زمزمہ پرداز،اسپیس شطل،صراطِ ستقیم۔ بیسارے الفاظ آپ کی کتاب کے اسباق میں آئے ہیں۔ان کی ایک خاص بناوٹ ہے یعنی بیدود دونفظوں سے مل کر بنے ہیں۔ان میں وضع قطع /س بل/ اسپیس شٹل ایسے جوڑ ہیں جن میں دونوں الفاظ الگ الگ معنی رکھتے ہیں مگر دونوں کے ساتھ میں آنے سے ان کے معنی بدل جاتے ہیں۔مثلاً وضع = بناوٹ + قطع = کاٹ – وضع قطع = دِکھادا،خلاہری ٹھلیہ کس = مضبوطی + بل = طاقت – کس بل = ہمت، طاقت اسپیس = خلا + شٹل = ایک ہی راستے پر چلنے والی گاڑی – اسپیس شٹل = خلائی جہاز یہ تینوں مثالیں مرکب الفاظ کی ہیں۔ ديگر مثاليس : بيل گاڑي ، ين چکي ، يوسٹ مين ، رات دن ، کتب خانه ، جگت گرو ، چھول بن ، بال واڑي ، ميڈ يکل کيمپ ، وغير ه مہمل لفظوں سے بنے پانچ مرکب فقر کے کھیے۔ پڑھے گئے اسباق اور نظموں میں مرکب الفاظ کی دودومثالیں تلاش کر کے لکھیے ۔ مائحتفي ان لفظوں کو بلند آواز سے پڑھے اوران کی آخری آواز پر توجہ دیچے: بچه،اندازه، ہفتہ،شیشہ، پیالہ، سراسیمہ ،ضابطہ، یردہ آپ نے سنا کہ ان گفطوں کے آخر میں' آ' کی آواز سنائی دیتی ہے کیکن انھیں لکھتے وقت آخر میں' الف'نہیں لکھتے بلکہ ہ' لکھتے ہیں (اندازہ/ یردہ)۔ دوسر لفظوں کے آخر میں بھی'ہ' لکھتے ہیں جس کی شکل ذراالگ ہے(بچہ، ہفتہ)۔ ایسی'ہ' کو <mark>پائے مختفیٰ</mark> کہتے ہیں (یعنی چىپى ہوئى ہ)۔

92



یہلی ہندوستانی خلاباز خاتون

10

میں کی بات کی میں بات دیکھی جس میں شیو سلطان کی فوج کو انگریز وں سے جنگ کرتے ہوئے دِکھایا گیا ہے۔ اور پس منظر میں چندرا کٹ پر واز کررہے ہیں۔ عبد الکلام کہتے ہیں،" بیسویں صدی میں ہندوستانی را کٹ کے ارتفا کو شیو سلطان کے اٹھار ہویں صدی کے خواب کی تعبیر کہا جا سکتا ہے۔"اس سے خبر الکلام کہتے ہیں،" بیسویں صدی میں ہندوستانی را کٹ کے ارتفا کو شیو سلطان کے اٹھار ہویں صدی کے خواب کی تعبیر کہا جا سکتا ہے۔"اس سے خاہر ہوتا ہے کہ سب سے پہلے جنگوں میں را کٹ کا استعال اٹھار ہویں صدی میں ٹیوسلطان نے کیا۔ را کٹ میں بیٹھ کر خلا میں جانے والے کو کیا کہتے ہیں؟ ہندوستان کے پچھ خلاباز وں کے نام ہتا ہے۔ اس سبق میں کلپنا چاولا کے خلاباز بننے کے واقعے کو بیان کیا گیا ہے جو ہندوستان کی کی پہلی خلاباز خاتون تھیں۔سبق میں بتایا گیا ہے کہ انسان



98

زمین اس کا ننات کا ایک چھوٹا سا سیارہ ہے جس پر زندگی کی نشوونما کے سارے سامان موجود ہیں۔سائنس نے انسانی زندگی کو بہتر بنانے اور اسے سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔نئی چیزوں کی کھوج اور طرح کی ایجادات نے ہماری بہت سی مشکلات دور کردی ہیں اور زندگی گزارنے کو آسان بنادیا ہے۔

زمین نے بعد سائنس کی ترقی نے آسان کا رُخ کیا اور خلا میں پروازوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ زمین کے اوپر ساٹھ کلومیٹر تک ہوا موجود ہے کیکن

تقریباً ساڑھے نین سوکلومیٹر کے بعداس کی حد ختم ہوجاتی ہے۔ پھر دور دور تک خلا ہے جہاں نہآ واز ہے، نہ ہوا، نہ روشنی۔ روس نے ۱۹۵۷ء میں اپنا خلائی جہاز اسپونک اوّل خلا میں بھیج کر خلائی پرواز کی ابتدا کی۔ پھر لا یُکا نامی کتیا خلا میں بھیجی۔ امریکہ نے بھی دو کتے اور بندر خلا میں روانہ کیے۔ گویا یہ انسانوں کو خلا میں سیجینے کی تیاری کی جارہی تھی۔ ۱۲ جولائی ۱۹۶۹ء کوا مریکہ کے 'اپولو- گیارہ' کے ذریعے بھیجے گئے نیل آ رم اسٹرانگ نے پہلی مرتبہ چاند پر قدم رکھا۔ ان کے ساتھ دوخلاباز اور بھی تھے۔ خلائی تحقیقات کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ہمارا ملک بھی اس میں شامل ہے۔ حیررآ باد کے راکیش شرما پہلے ہند دوستان خلاباز ہیں۔ اُن کے خلا میں پہنچنے پر اس وقت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے ان سے رابطہ قائم کر کے پوچھا تھا کہ وہاں سے ہمارا

سارے جہاں سے اچچا ہندوستاں ہمارا

ریاست ہریانہ کے شہر کرنال کی کلپنا چاولا کو پہلی ہندوستانی خلاباز خانون ہونے کافخر حاصل ہے۔ وہ کیم جولائی ۱۹۶۱ءکوا یک متوسط خاندان میں پیدا ہوئیں۔ان کے والد بنواری لال چاولا ایک چھوٹے ہیو پاری ہیں اور ماں ایک گھریلو خانون۔کلپنا ان ک چھوٹی بیٹی تھیں۔عام سی دِکھائی دینے والی سانولی اور ڈبلی تیلی کلپنا دُھن کی کپی اورارادے کی مضبؤط تھیں۔انھیں بچپن ہی سے مطالعہ کا شوق تھا اورموسیقی سے دلچپ پی تھی۔انھیں اپنی سہیلیوں کے ساتھ باغ میں گھؤمنا بھی پہند تھا۔

کلپنانے کرنال بال نکیتن اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر ۱۹۸۲ء میں پنجاب انجینئرنگ کالج چنڈ کی گڑھ سے ایرونا ٹک انجینئر نگ میں گریجویشن کیا۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے وہ امریکہ چلی گئیں۔ وہاں انھوں نے ٹیکساس یو نیور شی سے ایرواسپیس انجینئر نگ میں پوسٹ گریجویشن اور اسی مضمون میں کولوریڈو یو نیور ٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی حاصل کی۔کلپنا چاولانے اپنے تربیت دینے والے شخص سے شادی کر کے امریکہ کی شہریت حاصل کر لیے۔

۱۹۸۸ء میں کلپنا چاولا امریکہ کے خلائی تحقیقی مرکز 'ناسا' سے وابستہ ہوئیں۔اس کے بعد کیلی فورنیا کی ایک کمپنی میں صدراور تحقیقاتی سائنس داں کے طور پر کام کرنے کے لیے انھیں چُنا گیا۔ان کے تحقیقی کا موں سے متاثر ہوکر 'ناسا' نے انھیں خلائی سفر کے لیے منتخب کیا تھا۔ ۱۹۹2ء میں پہلی بارامریکی خلائی ایجنسی 'ناسا' کے اسپیس شٹل کے ذریعے انھیں خلا میں جانے کا موقع ملا۔انھوں نے زمین کے گرد دوسو باون چکرلگائے اور پنیسٹھ لاکھ میل کا سفر کیا۔اسی طرح انھوں نے خلا میں تین سوچھ ہتر گھنٹے اور چونتیس منٹ اقبال کا یہ مصرع یا دولایا ہے

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

تو کلپناچاولا نے کہا تھا،" ہاں میں نے بھی بیہ سنا تھالیکن آج اپنی آنکھوں سے دیکھر ہی ہوں۔" کلپنانے اس سفر کے متعلق اپنے خیالات ان الفاظ میں بیان کیے تھے،" میں نے بھی پنہیں سوچا کہ میں کس ملک اورکس نسل سے تعلق رکھتی ہوں۔خلائی تحقیقات از از چہ کہ بیدائی کہ لیہ میں بید خلام میں بی عزم کا بتراک مجھو اس کہ لیہ



السیخ حیالات ان الفاظ میں بیان کیے تھے، یں کے بھی رہی میں سوچا کہ یک کل ملک اور ' انسانیت کی بھلائی کے لیے ہیں۔ میں نے خلا میں یہی عزم کمایا تھا کہ مجھے اس کے لیے محنت کرنا ہے۔ اس سلسلے میں مجھ سے جو پچھ ہو سکے گا، ضرؤر کروں گی۔'' کلپنا چاولا دوسری بار ۲۱ ارجنوری ۲۰۰۳ء کوا مریکی خلائی شٹل' کولمبیا' کے ذریعے خلا میں کئیں۔ ان کے ساتھ دیگر چھے خلاباز تھے جن میں ایک امریکی خاتون لاریل بھی تھیں۔ 'ناسا' کی جانب سے خلاباز دوں کو اس سفر میں پچھ چیزیں اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت دی گئی تھی۔ کلپنااپنے ساتھ دہ ٹی شرٹ لے گئی تھیں جوان کے اسکول یونی فارم کا

حصہ تھا اور وہ قمیص بھی جس پر ان کے انجینئرنگ کالج کا مونو گرام تھا۔ ان کے پاس دو چھوٹے میڈل بھی تھے۔خلامیں سولہ دن رُکنے اور اُسّی سے زیادہ تجربات کرنے کے بعد وہ زمین کی طرف لوٹ رہے تھے کہ ان کا شٹل تین ہزار چھے سوکلومیٹر کی بلندی پر آسان میں ایک حادثے کا شکار ہوگیا۔اس حادثے میں ساتوں خلابازوں کی موت واقع ہوگئی۔

کلپناچاولاکوان کی موت کے بعد'ناسا' کی جانب سے اعزازات سے نوازا گیا۔ حکومت ہنداور ریاستی حکومتوں نے ان کی یا د میں کٹی اہم کام انجام دیے؛ ان کی یا د میں طلبہ کے لیے وظائف جاری کیے گئے۔ ۲۱ ستمبر ۲۰۰۲ء کو چھوڑے گئے بھارت کے مصنوعی سیارے کو'کلپنا – ایک' کا نام دیا گیا۔ کلپنا چاولا کی بیخواہش تھی کہ ہندوستانی لڑکیاں'ناسا' کے ذریعے تربیت حاصل کریں۔ ان کی کوشش کے نتیج میں ۱۹۹۲ء سے ہرسال بھارت کی دولڑ کیوں کو تربیت حاصل کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ اپنے اسکول کی تعلیم کے زمانے میں چاندستاروں کے چارٹ بنانا اور ڈرائنگ کے پیریڈ میں جہازوں کی تصویریں بنانا کلپنا چاولا کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ کبھی جہازوں کو آسان میں اُڑتا ہوا دیکھے کر وہ اپنی سائیک تیز نیز دوڑاتی اوران کا چھوڑے کا کوشش کیا ترتی تصویر نے میں کا کا نام دیا گیا۔ کاپنا چاولا کی یہ خواہش تھی کہ ہندوستانی لڑکیاں 'ناسا' کے ذریعے تربیت حاصل کریں۔ ان ک



ابرواسپیس - خلاکاوہ حصہ جوزمین کی فضا سے لگا ہوا ہے۔ - درمیانی در جے کا متوسط اسپیس شطن – خلائی گاڑی ايرونائكس - علم طياره سازى، ہوائى جہاز ڈیزائن کرنے، مونو گرام – مخصوص نشان تبارکرنے اور بنانے کاعلم مشق 🖉 ایک جملے میں جوال کھیے : زمین کے بعد سائنس کی ترقی نے کہاں کا رُخ کیا؟ زمین کے اوپر کتنے کلومیٹر تک ہوا ہے؟ _٢ _1 **س** روس نے خلائی پرواز کی ابتدا کس جہاز سے کی ؟ راکیش شرمانے خلاسے کیا جواب دیا؟ ۳_ ۲_ کلیناجاولا کی ابتدائی تعلیم کہاں ہوئی ؟ ۵ کلینا حاولا کو بچین میں کون کون سے شوق تھے؟ ۷۰ کلینا چاولا دوسری بارخلامیں کب گئیں؟ ۸_ خلابازوں کی موت *س طرح* واقع ہوئی ؟ ۹ کلینا حاولا کا کون ساقول تیج ثابت ہوا؟ 🖉 مخضر جواب کھیے: ا۔ کلینا جاولا کی پہلی خلائی پرواز کی تفصیل کھیے ۔ ۲۔ موت کے بعد حکومتوں نے کلینا کی یاد میں کون سے کام انجام دیے؟ س۔ اسکول کی تعلیم کے زمانے میں کلینا کے کیا مشغلے تھے؟ ۳ کلینا جاولا^س طرح ترقی کرتے ہوئے خلاباز بنیں؟ 🖉 کلپنا جاولانے ذیل کی تعلیم کہاں حاصل کی : ا۔ ایرونا ٹک انجینئرنگ ۲۔ ایرواسپیس انجینئرنگ س ڈاکٹریٹ

			:	ئے ہیں	تعال <i>ہو</i>) الفاظ اسن	ہے ہم معنی	ب کون ۔	ليسبق مير	ئے الفاظ کے	ديے ہو۔	×
					٢	انعام	پڱا اراده	L	بڑھوتر ک	مهارت	تلاش	
							: کیچیے	استعال	ہلوں میں	لفاظ کواپنے	ذیل کے	ø
							رابطه		كائنات	مطالعه	فخر	
غورکر کے بتائیے												
خلائی سفر کے دوران کلپنا جا ولا نے اپنے اسکول کی ٹی نثرٹ اورانجینئر نگ کالج کی قمیص کیوں ساتھ رکھی تھی؟												
سائنس کی پانچ ایسی ایجادات کے نام ککھیے جن سے انسانی زندگی میں آ سانیاں پیدا ہوئی ہیں۔									Ø			
لفظوں کا تھیل												
		، ناسا'	ئے: چیسے				ر سکر کے ال	اظ تلاثر	یل کےالف	ئے مربع میں ذ	ديے ہو۔	Ľ
م	D	J	Ė	ش	<u>م</u>]		شطل		لملاباز لاتيكا		
و	じ	1	Ţ	ڡ	ک			مشغله	الپیس	مين چاند	اپولو ز	
;	1	·	1	J	ż							
م	5	ث);	ړ	1							
ى	ر	U	1	Ų	٣	_						
U	1	ک	و	ڔ	پ							
س	٢	J	ق	E	۷							
ش	و	ړ	ص	ط	س							

سرگرمی/منصوبہ : ا۔ نظام شمسی کے سیّاروں کے نام کھیے ۔ ۲۔ ہندوستان کے ذریعے خلامیں چھوڑ ے گئے کوئی تین مصنوعی سیّاروں کے نام کھیے ۔ ۲۔ دنیا کے پانچ خلابازوں کی تصویریں جمع تیجیے۔ ۳۔ استاد/سر پرست سے معلوم شیجیے کہ ڈاکٹراے . پی جے عبدالکلام کومیزائل مین کیوں کہتے ہیں؟

خلا کی مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ دیکھیے : *

http://www.nasa.com

J

1

۶

ى

ک

I

 \mathcal{C}

http://www.space.com



مهاراشرراجیه پاشهیه بیتک نرمتی وابهیاس کرم سنشودهن مندل، بونه - ۲۰۱۰۰ 💱



₹46.00

बालभारती इयत्ता ६ वी (उर्दु)

ala ala ala bi ala ala a ala ala ala bi ala ala ala bi ala ala ala ala ala ala